مہا آتما

یعنی

جین آچاریہ... شری ولبھ وجے جی مہاراج

کے

مختصر سوانح حیات

--- مرتبہ ---

کندن لعل پرتیم ٹیچر ہندو ہائی سکول گوجرانوالہ

پیشکش

بخدمت اقدس سُورگیہ اچاریہ شری ۱۰۸ شری وجیانند سُوری جی مہاراج

بھگوان! جس آتما کو آپ نے اپنی نظرِ عنایت سے شُدھ کیا اُسے کسوٹی پر لگا کر کُندن بنایا۔ جس ہوشیار مالی کے ہاتھ میں آپنے اپنی انمول اور سدا بہار پھلواڑی سونپ دی۔ جس مہا آتما کو آپنے ہم پنجابیوں کی قسمت کا مالک بنایا۔ آپ شری جی کے اُس پیارے شِشیہ۔ شردھالو۔ پوتر نام کے شیدائی۔ آپ شری جی کے شُبھ نام کو چار چاند لگانے والے صرف جین قوم ہی نہیں۔ بلکہ تمام ہندوؤں کے حقیقی رہبر۔ آہنسا کے پُجاری۔ تعلیم کے زبردست حامی۔ پرُاپکاری شری ۱۰۸ شری ولبھ وجے جی مہاراج کا کا جیون چرتر آپ کے کر کملوں میں بھینٹ کرتا ہُوں۔

گر قبُول اُفتد زہے عزّ و شرف

گوجرانوالہ
اکتوبر سنہ ۱۹۴۰

چرتیہ

دیباچہ

یہ مُرقّعِ نَو حکایت ہے جسے میں ناظرین کے پیش کر رہا ہُوں۔

اُس بڑی ہستی کا جیون چرتر ہے۔ جو متواتر ساٹھ سال سے جین سماج کی خصوصاً اور ہندو سوسائیٹی کی عموماً سیوا کر رہی ہے۔ اور جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے۔ اتنی بڑی سیوا چند بزرگانِ قوم نے ہی کی ہوگی

ہندو قوم کے گذشتہ رہبروں سے بڑھ کر جو خصوصیت شری وجے ولبھ جی مہاراج میں پائی ہے۔ وُہ ہے تعلیمِ عامّہ پرچار۔ آپ شری جی کا خیال ہے (جو سیاسی مجلسی اور اخلاقی نقطۂ نگاہ سے بالکل صحیح ہے) کہ کوئی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اُس میں تعلیم عام نہ ہو۔ اور اسی لحاظ سے آپ نے سینکڑوں پرائمری اور مڈل سکول۔ بیسیوں ہائی سکول۔ اور کئی کالج لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے گرمی کی شدّت۔ اور

کڑاکے کی سردی میں، بارش کی پروا نہ کرتے ہوئے۔ ننگے پاؤں، پیدل۔ جگہ جگہ پھر کر چندہ اکٹھا کر کے جاری کئے ہیں۔ اور پھر خوبی یہ کہ اپنے نام پر کوئی سکول یا کالج جاری نہیں کر دیا۔ ہاں لوگوں کے اصرار پر اپنے پیارے گُرو دیو شری آتما رام جی مہاراج کا نام نامی استعمال کرنے کی اجازت ضرور دے دی۔

آپ صرف ایک جین دھرم کے پرچارک ہی نہیں۔ بلکہ غلامی کے زبردست دشمن اور سودیشی کے حامی ہیں۔ چنانچہ اسی واسطے جین مندروں میں کوئی پجاری یا درشنک بدیشی کپڑا اوڑھ کر دیو مورتیوں کے درشن نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی شادی و غمی کے مواقع پر کوئی جینی۔

آپ شری جی کے دل میں مذہبی تعصب نام کو نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر جگہ کے مسلم اصحاب آپ کے خیر مقدم میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ اور بہت سے مسلم معززین آپ سے پریم رکھتے ہیں۔ مثلاً مالیر کوٹلہ کے نواب صاحب

رائیکوٹ کے مولوی سمیع خاں صاحب ہیڈ ماسٹر وغیرہ وغیرہ ۔
اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس چوٹی کے قومی و ملکی رہبر
بہت کمیاب ہیں۔ اور ان کے سوانح حیات سے ہمیں ضرور
فائدہ اُٹھانا چاہیئے ۔

لیکن ابھی تک آپ شری جی کا جیون چرتّر اُردو زبان
میں شائع نہیں ہو سکا تھا۔ اب جب کہ آپ شری جی اپنا
چوماسہ گوجرانوالہ میں گذار رہے ہیں۔ آپ کے نام کے
شیدائی شری سمندر وجے جی مہاراج نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں
۱۹۴۰ء تک کے حالات کو ترتیب دوں۔ جس کے لئے اُنہوں
نے متعدد کتب اور سادھوؤں کی روزانہ ڈائری اور زبانی حالات
سے میری بہت مدد کی۔ اور سچ پوچھیئے تو اُنہی کی ہمت سے یہ
کتاب مکمل ہو کر آپ کے ہاتھوں کی زینت بن رہی ہے۔ اور اس
کے لئے میں ان کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔

خادم
کندن لال پریم

ہندو ہائی سکول گوجرانوالہ
مورخہ یکم نومبر ۱۹۴۰ء

श्री जैनाचार्य १००८ श्रीमद् विजय वल्लभ
सूरीश्वर जी महाराज ॥

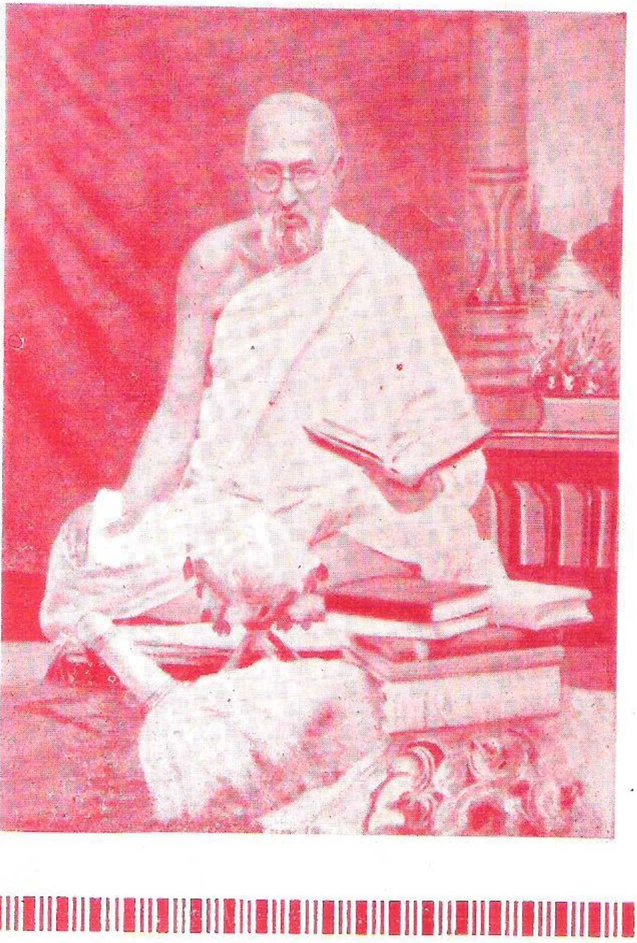

(وندے شری ویرماتندم)

شری جین آچاریہ شری ۰۰۰ اپے وِلبھ سوریہ جی مہاراج

کا

"جیون چرتر"

پیدائش اور بچپن!

کوئی ستر سال کا عرصہ ہوا - مہاراجہ گائیکواڑ کی راجدھانی شہر بڑودہ میں مہاجن خاندان سے ایک ڈیتیاوار دھرماتما رہتے تھے - جن کا نام شری ہِت دیپ چندر بھائی تھا

چونکہ اُن کی زندگی شرافت اور سادگی کا ایک نمونہ تھی۔ اسلئے شہر اور برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

اُن کی دھرم پتنی جن کا نام شریمتی اچھیا بائی تھا اپنے پتی کی پیروی کرتی ہوئی دھرم کرم کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی تھیں۔ اور پتی پتنی اپنے دو لڑکوں ہیرا چند اور کھیم چند کے ساتھ آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

کارتک شدی ۲ سمت ۱۹۲۷ بکرمی کو اُن کے ہاں تیسرا لڑکا پیدا ہؤا۔ جس کا نام چھگن لال رکھا گیا۔ یُوں تو ماں اور باپ اپنے ہر ایک بچے سے بہت محبّت رکھتے ہیں۔ لیکن اچھیا بائی جی کو چھگن لال کے ساتھ قدرتی طور پر کچھ زیادہ محبّت ہو گئی۔ اور اُنہوں نے اس کی پرورش احسن طریقہ پر کرنی شروع کی۔ اور بچہ بھی بقول ؎

"ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"

دن بدن محبّت اور آرام کے سایہ میں جسمانی اور اخلاقی

طور پر ترقی کرتا گیا۔ اور چونکہ اس کی طبیعت پیدائشی طور پر روحانی تعلیم کی متلاشی تھی۔ اس لئے بالیدگی کے ساتھ ساتھ دُنیا سے نفرت ہوتی گئی۔ اور اسی حالت میں بچپن کی چند بہاریں ختم ہوئیں۔ لیکن

نہیں سُکھ میں رہتا ہمیشہ کوئی

یک لخت آپ کے والدِ محترم کی وفات حسرت آیات نے آپ اور تمام کنبہ کو صدمہ پہنچایا۔ اور آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی کھیم چند کی مدد سے آپ کی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ہونے لگی۔ اور ایک مُبارک وقت میں آپ کو سکُول بھیج دیا گیا۔ چونکہ آپ شروع سے ہی ذہین خوش مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ اس لئے آپ کے اُستاد صاحبان اور ہم جماعت آپ سے محبّت رکھتے تھے۔ یہاں آپ نے ہندی اور گجراتی میں دسترس حاصل کی۔ لیکن چھ سات برس تعلیم حاصل کر چکنے کے بعد آپ کا دل کتابی تعلیم سے اچاٹ ہونے لگا۔ اور دل (پیدائشی طور پر)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ سادھوؤں اور مہاتماؤں کی دی ہوئی روحانی تعلیم کا خواہشمند ہوا۔

مذہبی تعلیم و ویراگ

جب آپ کے بڑے بھائی نے دیکھا۔ کہ آپ سکول میں دھیان نہیں دیتے۔ بلکہ اُداس سے رہتے ہیں۔ تو والدہ کی صلاح سے آپ کو دکان پر کام کرنے کو لگا دیا گیا۔ لیکن سچائی پسند ویراگی طبیعت دکان میں نہ لگ سکی۔ اور اس کا نتیجہ وُہی ہوا جو بے توجہی سے کام کرنے میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی خسارہ ہونے لگا۔ چنانچہ آپ نے دوکان کا کام چھوڑ دیا۔

انہی ایّام یعنی سمت ۱۹۴۰ میں جب آپ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ آپ کے شہر میں جین مہاتما شری چندر وجے جی مہاراج تشریف لائے۔ اُن کی سچی تعلیم سے پوشیدہ جوہر نمایاں ہوئے اور ویراگ کا اثر ظاہری طور پر دکھائی دینے لگا۔ اور آپ

کو گورُو دیو سے دیکھشا دلوانے کی تیاری کی گئی ۔ لیکن اُن کا سورگ واس اِس میں مانع ہؤا۔

سمت ۱۹۴۲ میں شری آچاریہ آتمارام جی بڑودہ تشریف لائے شری جی کی زبان میں وُہ جادُو تھا ۔ کہ بڑے بڑے آدمی بھی آپ کے سامنے سر جھکاتے اور بھگت بن جاتے۔ آپ اپنی علمیت کے مالک تھے ۔ کہ جہاں آپ جاتے جین اور دوسرے مذاہب کے لوگ آپ کی تقریر سُننے کے لئے جوق در جوق آتے اور حظ اُٹھاتے ۔ اور ویراگی طبیعت دُوسروں کو موہ لیتی ۔ چنانچہ آپ کی تشریف آوری پر بڑودہ میں بھی یہی حال ہؤا ۔ عوام آپ کی گیان کی باتیں سُننے کے لئے ہر وقت جمع رہتے ۔ اور خصُوصاً صُبح و شام تو وُہ بھیڑ ہوتی ۔ کہ آدمیوں کا ایک خاموش اور ساکن سمندر معلُوم ہوتا تھا ۔

آپ بھی اپنی والدہ مُحترمہ اور بزرگ بھائیوں کے ہمراہ روزانہ کتھا سُننے کے لئے جاتے اور ویراگ مُورتی شُدھ آتما شری آتمارام جی جیسے پُر جلال اور مجسّم نیکی مہاتما کے درشن کرتے۔

"خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے"

اُنہیں دیکھ کر اُتساہ اور گیان کی باتیں سُن کر آتما کو شدھ کرنے کا ارادہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔ ایک دن جب سب لوگ کتھا سُن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ تو آپ وہیں اپنی جگہ پر ٹکٹکی باندھے شری آچاریہ جی کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے بیٹھے رہے۔ شری جی نے جب خلافِ معمول ایک لڑکے کو اُس جگہ پر یوں بیٹھے پایا۔ تو دل میں خیال کیا کہ کوئی غریب ہے۔ جو دھن چاہتا ہے۔ اِسلئے اُٹھ کر آپ کے پاس آئے۔ اور پریم سے پوچھا۔

بیٹا! کیا وجہ ہے۔ کہ تم یہاں اِس طرح اُداس بیٹھے ہو۔

اِس سوال کے سُنتے ہی آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھیں سمندر کی طرح اُچھل پڑیں۔ آپ نے گورودیو جی کے پاؤں پکڑ لئے۔ لیکن بڑی کوشش کے باوجود منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ شری جی نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا:۔

روتے کیوں ہو۔ کیا دولت کی ضرورت ہے؟

ہاں بھگوان۔ "آپ نے جواب دیا۔"

بھائی ہم تو اپنے پاس ایک کوڑی بھی نہیں رکھتے۔ کسی دُنیادار کو آ لینے دو۔ تمہاری کامنا پُوری کردیجائیگی۔ شری جی نے فرمایا۔"

یہ بات سُن کر آپ نے وُہ جواب دیا۔ جس کی ایک تیرہ چودہ سال کے بچّے سے تو کیا بڑے بڑے تیاگیوں سے بھی کم اُمید ہوتی ہے۔ کہا:-

گُورُو دیو اب مجھے دُنیاوی دھن کی ضرورت نہیں۔ مجھے تو دائمی سُکھ اور شانتی کی دولت کی خواہش ہے۔

یہ خلاف اُمید جواب سُن کر شری آتما رام جی کا رواں رواں خوش ہو گیا۔ غور سے آپ کے معصوم چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے۔

"یہ بالک دُنیا کے دھندوں سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ اس کی قسمت میں شہنشاہ رُوحانیت ہونا لکھا ہے۔ یہ دیش دیش میں جا کر دُکھی اِنسانوں کا کلیان کرے گا۔ اِس کی وجہ سے

قوم کی ڈوبتی ہوئی نیا پار لگے گی۔ یہ ویراگی اِنسان آپنی آتما کو شُدھ کر کے دُوسروں کی آتماؤں کو پوتر کرے گا۔ اس کی عبادت کا جلال گناہوں کی تاریکی کو دُور کرے گا۔ اسکی عارفانہ باتیں گنہگار انسانوں کو مُکتی کا راستہ دکھائیں گی۔ یہ جگت میں اپنا نام سورج کی طرح روشن کرے گا"۔

اِن باتوں کا خیال آتے ہی دوبارہ چھگن لال کے چہرہ کی جانب دیکھا اور ایک ہی نظر میں نہال کر دیا۔

چھگن لال خوشی خوشی گھر کی جانب لوٹ آیا۔

اُنہی ایّام میں بڑودہ اور گردو نواح کے بڑے بڑے آدمیوں نے شری جی کی سیوا میں عرض کیا۔ کہ اس دفعہ آپ اپنا چوماسہ پالی تانہ (PALI TANA) کے تیرتھ پر جا کر کریں۔ کافی سوچ بچار کے بعد یہ بات طے پا گئی۔ اور شری آتما رام جی مع سادھوؤں کے گروہ کے پالی تانہ کو روانہ ہوئے۔ چھگن لال بھی ہمراہ جانے کے لئے تیار ہوا۔ لیکن کھیم چند جی نے اس کی اجازت نہ دی۔

شری جی کے جانے کے بعد بڑودہ میں سادھوؤں کا ایک گروہ شری چندروجے کی سرکردگی میں رہ گیا تھا۔ چھگن لال اُن سے گیان دھیان کی باتیں سُن کر دِل کی تپش مٹاتے رہے جب یہ گروہ پالی تانہ کو روانہ ہوا۔ تو چھگن لال اپنے بھائی سے ایک دن کی اجازت لے کر اُن کو الوداع کہنے آئے۔ لیکن چونکہ دِل پہلے ہی آزادی چاہتا تھا۔ اِس لئے واپس نہ لوٹے آخر کھیم چند جی آپ کو احمد آباد سے زبردستی واپس گھر لے آئے۔ اور دوکان کا کام حوالے کر دیا۔ لیکن ؎

کیا لُطف انجمن کا جب دِل ہی بُجھ گیا ہو

بھلا ویراگ اور دُنیاوی بندھن ایک جگہ سما سکتے ہیں؟

آپ نے دوکان کا مال لٹانا شروع کر دیا۔ جو سادھو دوکان پر آتا۔ جو کچھ ملتا۔ اُس کے حوالے کر دیتے۔ آخر تنگ آ کر آپ کی خواہش کو نہ رُکتا دیکھ کر کھیم چند جی نے چند یاتریوں کے ہمراہ آپ سے یہ وعدہ لے کر کہ آپ واپس بڑودہ جائیں گے۔ پالی تانہ بھیج دیا۔

قطرہ سمندر میں مل کر اپنے آپ کو کھو دینا چاہتا تھا۔
اُس کی مُراد بر آئی۔"
سمت ۱۹۴۳ میں آپ پالی تانہ پہونچے۔ اور گورو دیو کے
چرنوں میں حاضر رہ کر مذہبی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔
چونکہ اُس وقت قصبہ پٹی ضلع لاہور پنجاب کے رہنے والے
پنڈت امی چند ہی تمام سادھوؤں کو درس دیا کرتے تھے۔
اِس لئے آپ بھی اُنہیں کے سپرد ہوئے۔ اور آپ اپنی خداداد
قابلیّت اور شوق کی وجہ سے چوماسہ میں ہی تمام کتابوں پر
حاوی ہوگئے۔
شری آتما رام جی کو آپ سے اتنی محبّت ہوگئی تھی۔ کہ
ہر وقت اپنے پاس ہی رکھتے۔ اور آپ اپنی تمام نوشت وخواند
آپ ہی سے کرواتے۔ اِسی طرح خیر وعافیت سے چوماسہ
گذر گیا۔ اور آپ اپنے بستر ہ اور گرنتھ وغیرہ لیکر اُن کے
ہمراہ ہی پھرتے پھراتے رادھن پور پہونچے۔ اور کچھ عرصہ
وہاں بھی اسی طرح بیت گئی۔ لیکن آپ کے دل میں ایک

خلش سی ہر وقت رہتی تھی - کہ کب دیکشا ملے گی - اور مجھے اس دُنیاوی جال سے چھٹکارہ حاصل ہوگا - اور دو بار ایسا موقع بھی آیا - لیکن شری کیسم چند جی نہ مانے - اور وقت ٹل گیا - مگر ؎

وُہ کونسا عُقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمّت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

آخر آپ نے ایک بار کیسم چند جی کو ایک چھٹی لکھی جس میں یہ لکھ دیا - کہ مجھے دیکھشا دی جانے والی ہے - وُہ گھبرائے ہوُئے شری آتما رام جی کے پاس پہونچے - نمسکار کی اور دست لبستہ عرض کیا - بھگوان! میرا بھائی مجھے بخش دیجئے - شری جی نے تسلّی دی اور جب آپ کی بھیجی ہُوئی چھٹی کا حال معلوم ہُوا - تو آپ طلب کئے گئے - اور جھوٹ موٹ چھٹی لکھنے کی وجہ پُوچھی گئی آپ نے جواب دیا -

گورودیو! مجھے معلوم تھا - کہ بھائی صاحب سے آپ وعدہ کر چکے ہیں - کہ جب تک یہ اجازت نہ دیں - آپ مجھے اپنا

سیوک نہ بنائیں گے۔ دراصل میں نے اِن کو اس لئے منگوایا ہے۔
کہ یہاں ان سے دیکھشا لینے کی اجازت حاصل کر لوں۔ اِس قصور
کی معافی چاہتا ہوا عرض کرتا ہوں۔ کہ براہِ نوازش مجھے اِس شبھ
کام کی اجازت دے کر کرتارتھ کریں۔ یہ بات سُن کر سب ہنس
پڑے۔ اور آپ کی خواہش کو نہ رُکتا دیکھ کر کھیم چند جی کو
بادلِ ناخواستہ اجازت دینی پڑی۔

نئی زندگی
یا
زندگی کا دُوسرا دور

آپ کو دیکھشا دینے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اور اس
نیک اور پوتر کام کی خوشی میں پُورا ایک مہینہ جلوس نکلتے رہے۔
آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آخر بیساکھ شدی تیرہ سمت ۱۹۴۴

کو آپ کو وُہ دھن دیا گیا۔ جس کے سامنے دُنیاوی دھن، ہیچ ہے۔ وُہ چابی ملی جس سے سُکھ اور شانتی بھنڈار میں لگا ہوا کرم تالا کھُل جاتا ہے۔ وُہ سادھن ملا۔ جس کے کرنے سے جنم جنم کی اُداسی اور بے چینی دُور ہو جاتی ہے۔ وُہ کشتی ملی۔ جس سے ملاح کے بغیر ہی انسان بھو ساگر سے پار ہو سکتا ہے۔ یعنی آپ کو سُوری جی مہاراج نے دیکھشا دی۔ اور آپ شری سرش وِجے مہاراج کے چیلے بنائے گئے۔ آپ کا نام چھگن لال کی بجائے مُنی ولبھ وجے رکھا گیا۔ گویا چھگن لال مر گیا اور دُنیا کی بہبُودی کے لئے ولبھ وِجے جیسے فرشتہ کا ظہُور ہوا۔

زِندگی کا تیسرا دَور

اِس دَور کے شرُوع ہونے کے بعد یعنی ۱۹۴۴ سمّت بکرمی کا پہلا چوماسہ آپ نے شری آچاریہ جی کے ساتھ رادھن پُور میں ہی

میں کیا۔ اور سنکھیشور پارشو ناتھ جی کی یاترا سے جنم سپھل کیا۔ اِس کے بعد احمد آباد چلے آئے۔ اور راستے میں مانڈل کے مقام پر سب پریوار سے ملے۔ دونو بھائیوں کی ملاقات نے دیکھنے والوں کی آنکھیں کھول دیں۔ ایک بھائی نے تو سنسار کی محبت پسند کی اور دوسرے نے دُکھ اور ویراگ کے کانٹوں کا بچھونا خوشی سے قبول کیا۔ سچ ہے۔

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پِس جانے کے بعد

مُکتی کی منزل تکلیفوں اور بڑی بڑی آزمائشوں کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ دُنیا کے عارضی لُطف اور عیش و آرام میں پڑنے سے شانتی کہاں؟

چونکہ احمد آباد میں شری آتمارام جی کو اپنی بینائی کا علاج کروانا تھا۔ اِس لیے آپ نے اُن کے ساتھ ہی یہاں قیام فرمایا۔ احمد آباد سے روانہ ہو کر آپ بھی سانہ تشریف لائے۔ اور سمت ۱۹۴۵ بکرمی کا چوماسہ وہیں کیا۔ اِس چوماسہ کی یہ بات جین تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگی۔ کہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی